ماہ شعبان کے مختصر احکام

ترتیب: عبد اللّٰہ محسن الصاھود
ترجمہ: عبد الرحمن فیض اللّٰہ

مترجم
جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بمحافظة الوجه

۱-ماہ شعبان کی وجہ تسمیہ :

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مہینے کا نام شعبان اس لئے پڑا کیونکہ اہل عرب اس مہینے میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر جاتے تھے یا حرمت والے مہینے یعنی رجب کے بعد جنگ وجدال کے لئے منتشر ہو جاتے تھے۔(فتح الباری: 213/4)

۲-ماہ شعبان کی فضیلت

@-اس ماہ میں بندوں کے اعمال اللہ تعالی کے پاس پہنچائے جاتے ہیں:

عن أسامة بن زيد قال: قُلتُ: يا رَسُولَ اللهِ ﷺ، لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ﷺ: ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ العَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (نسائی: 2356 حسنه الألباني)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے کہ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان آنے کی وجہ سے لوگ اس سے غفلت کر جاتے ہیں، حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں رب العالمین کے ہاں انسانوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔

@-عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.(بخاری: 1979)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، بلکہ شعبان کے پورے دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ سے رہتے۔

@-پندرہ شعبان کی رات کو گناہوں کی بخشش:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ.

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات (اپنے بندوں پر) نظر فرماتا ہے، پھر مشرک اور (مسلمان بھائی سے) دشمنی رکھنے والے کے سوا ساری

مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔(ابن ماجه: 1148 صححه الالباني)

نوٹ: بیشتر محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اس حدیث کا ضعیف ہونا ہی راجح ہے.

٣-ماہ شعبان کا روزہ رکھنے کی حکمت:

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

شعبان کا روزہ رمضان کے روزوں کی مشق کے مترادف ہے، تاکہ آدمی مشقت اور کلفت کے ساتھ رمضان کے روزوں میں داخل نہ ہو بلکہ شعبان کے روزے رکھ کر روزوں کی حلاوت اور لذت حاصل کر کے روزوں کا عادی ہو چکا ہو اور نہایت ہی چاق چوبند ہو کر ماہ رمضان کی شروعات کرے. چونکہ ماہ شعبان ماہ رمضان کا مقدمہ ہے اسی لئے روزے اور قرآن مجید کی تلاوت شعبان میں بھی مشروع کی گئی جس طرح رمضان میں مشروع کی گئی ہیں تاکہ رمضان کے استقبال کی تیاری ہو جائے اور روحیں رحمن کی اطاعت پہ راضی ہو جائیں۔(لطائف المعارف: 138)

۴-ماہ شعبان میں اسلاف کا کیا معمول ہوتا تھا:

*سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ماہ شعبان قاریوں کا مہینہ ہے۔

*شعبان آتا تو حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ فرماتے: کہ یہ قاریوں کا مہینہ ہے۔

*جب شعبان کا مہینہ آتا تو عمرو بن قیس رحمہ اللہ اپنی دوکان بند کردیتے اور قرآن کریم کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے۔(لطائف المعارف: 138)

نصف شعبان کی رات کے احکام

۵-حدیث"إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ، فَلَا تَصُومُوا"یعنی جب نصف شعبان ہو جائے تو روزے نہ رکھو اور حدیث:"أنَّه ﷺ كان يصِلُ شعبانَ برمضانَ" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کو رمضان کے ساتھ ملایا کرتے تھے. کو کس طرح جمع کیا جائے گا؟

ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

أ- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے،اور بعض سالوں میں

شعبان کے اکثر ایام روزہ رکھتے تھے۔

ب- بقول علامہ ناصر الدین البانی نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت والی حدیث صحیح ہے، اور اس سے مراد ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ابتداء کرنا منع ہے، ہاں جو شخص ماہ شعبان کے اکثر ایام یا پورے ماہ شعبان روزہ رکھ لے تو ایسا کرنا مسنون ہے۔مجموع الفتاویٰ (15/ 385)

٦- کیا پندرہ شعبان کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا مستحب ہے؟

پندرہ شعبان کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے اس دن خصوصیت سے روزہ رکھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔(مجموع الفتاویٰ: 10/ 385)

۷- نصف شعبان کی رات کو جشن منانا کیسا ہے؟

*ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ بدعت ہے جسے بعض لوگوں نے ایجاد کیا ہے، پندرہ شعبان کی رات کو جشن منانا بدعت ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس دن روزہ رکھنے کی بھی کوئی معتمد

دلیل نہیں ہے، پندرہ شعبان کی فضیلت کے تعلق سے کچھ حدیثیں وارد ہیں جو سب کی سب ضعیف اور ناقابل اعتماد ہیں۔مجموع الفتاویٰ (1-186)

۸- پندرہ شعبان کی رات کو قیام کے لئے اور اس دن کو روزہ کے لئے خاص کرنے کا کیا حکم ہے؟

*ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

اس رات نماز کی فضیلت کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں موضوع اور من گھڑت ہیں۔مجموع الفتاویٰ (1-186)

*ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

پندرہ شعبان کی رات کو نماز وغیرہ کے ذریعے جشن منانا اور اس دن کو خصوصی روزہ رکھنا اکثر اہل علم کے نزدیک بدعت اور منکر عمل ہے، اور شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ عہد صحابہ کے بعد کی ایجاد ہے۔مجموع الفتاویٰ (1-191)

*ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

صحیح قول یہ ہے کہ نصف شعبان کے روزے رکھنے یا اسے تلاوت یا ذکر کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، نصف شعبان کا دن دوسرے مہینوں کے درمیانی دنوں کی طرح ہے۔مجموع الفتاویٰ (20-23)

*ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

نصف شعبان کا روزہ رکھنا سنت نہیں، اور اگر سنت نہ ہو تو بدعت ہے، کیونکہ روزہ ایک عبادت ہے، اور اگر اس کا جواز ثابت نہ ہو تو بدعت ہے۔مجموع الفتاویٰ (20-26)

۹- پندرہ شعبان کی رات قیام اللیل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

پندرہ شعبان کی رات قیام اللیل ادا کرنے کے تین مراتب ہیں:

۱- یہ کہ قیام اللیل اس کا معمول بن چکا ہو، اپنے معمول کے مطابق پندرہ شعبان کی رات کو بھی قیام کرے اور اس میں کسی عمل کو خاص سمجھ کر زیادتی نہ کرے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲- یہ کہ وہ محض پندرہ شعبان کی رات کو قیام کرے دوسری راتوں میں نہیں، یہ بدعت ہے۔

۳- یہ کہ وہ اس رات معروف تعداد میں نماز ادا کرے اور ایسا ہر سال کرے، یہ مرتبہ ثانیہ سے بھی بدترین بدعت اور خلاف سنت ہے۔ مجموع الفتاویٰ (20-28/30)

۱۰- کیا پندرہ شعبان کی رات روزی اور دیگر اعمال وغیرہ کے لئے سال بھر کی تقدیر طے پاتی ہے؟

*ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ باطل ہے بلکہ سال بھر کی تقدیر شب قدر میں طے پاتی ہے۔ مجموع الفتاویٰ (20-30)

۱۱- پندرہ شعبان کی رات کھانا بنانے اور اس کا نام والدین کا کھانا رکھنے کا کیا حکم ہے؟

*ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

کچھ لوگ پندرہ شعبان کے دن کھانا بناتے ہیں اور اسے غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اسے والدین کا عشائیہ (رات کا کھانا) کہتے ہیں۔اس طرح کی کوئی حدیث اللہ کے رسول سے ثابت نہیں ہے۔اس طرح کسی خاص دن مخصوص کرکے والدین کی جانب سے غریبوں کو کھلانا بدعت ہے۔ مجموع الفتاویٰ (20-31)

المـــراجـــــــع:

فتح الباري لابن حجر

لطائف المعارف لابن رجب

مجموع فتاویٰ العلامة ابن باز

مجموع فتاویٰ اللجنة الدائمة

مجموع فتاویٰ العلامة ابن عثيمين